السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری بچی نے اپنی چچی کی شہادت کے مطابق مدت رضاعت میں چچی کا دودھ دو یا تین مرتبہ پیا تھا، کیا میری بچی کا نکاح چچی کے بیٹے سے ہو سکتا ہے یا نہیں، نیز بتائیں کہ رضاعت کب ثابت ہوتی ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

دین اسلام میں مسئلہ رضاعت بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ رضاعت کی بناء پر وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت کے تعلق سے حرام ہیں، جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ [1]

دودھ پینے والے کا تعلق دودھ پلانے والی عورت کے تمام رشتہ داروں سے جڑ جاتا ہے یعنی دودھ پلانے والی رضاعی ماں، اس کا شوہر رضاعی باپ، اس کے بیٹے بیٹیاں رضاعی بہن بھائی اور خاوند کے بھائی رضاعی چچا بن جاتے ہیں، لیکن یہ تعلق دودھ پینے والے کی حد تک رہے گا، اس کے دیگر رشتہ داروں سے قائم نہیں ہو گا۔ دودھ کا رشتہ قائم ہونے کے لئے درج ذیل دو شرائط ہیں:

بچے نے اپنی دودھ پینے کی عمر یعنی دو سال کے اندر اندر دودھ پیا ہو، دو سال کے بعد بچہ روٹی سالن اور خوراک سے اپنی بھوک مٹانے لگتا ہے، اس لئے جمہور اہل علم کے نزدیک دو سال کے بعد دودھ پینے کا اعتبار نہیں اور نہ ہی اس سے حرمت ثابت ہو گی۔ چنانچہ حدیث میں ہے: ''رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کی بناء پر ہو۔''[2]

دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت ہے کہ اسی رضاعت کا اعتبار ہو گا جو ہڈیوں کو مضبوط کرے اور گوشت پیدا کرے۔ [3]

دوسری شرط یہ ہے کہ بچے نے کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پیا ہو، ایک مرتبہ پینے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ ماں کا پستان منہ میں لے کر دودھ چوسے پھر بغیر کسی عارضہ کے اپنی مرضی سے اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ پانچ مرتبہ یقینی طور پر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ [4]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ وہ سالم کو پانچ مرتبہ دودھ پلا دے تو وہ بیٹے کی جگہ ہو جائے گا۔ [5]

چنانچہ انہوں نے حضرت سالم کو پانچ مرتبہ دودھ پلایا تو وہ ان کے بیٹے کی جگہ ہو گیا۔ [6]

صورتِ مسؤلہ میں چچی کی شہادت کے مطابق مدت رضاعت میں بچے نے دو یا تین مرتبہ دودھ پیا ہے، اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ حدیث میں صراحت ہے کہ ایک دو مرتبہ چوسنے سے نکاح حرام نہیں ہوتا۔ [7]

---

[1] ابو داؤد، النکاح: ۲۰۵۵۔

[2] صحیح بخاری، الشہادات: ۲۶۴۷۔

[3] بیہقی ص ۴۶۰ ج۷۔

[4] صحیح مسلم، الرضاع: ۱۴۵۲۔

[5] مسند امام احمد ص ۲۰۱ ج ۶۔

[6] ابو داؤد، النکاح: ۲۰۶۱۔

[7] صحیح مسلم، الرضاع: ۱۴۵۰۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث